

مُحَمَّدُ سَلَّمَ وَآلَهُ وَسَلَّمَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلَهُ وَسَلَّمَ

ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش

مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش

کتاب کا نام : محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مؤلف : ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ)

باقی مفت : قیمت

27 : صفحات

سن اشاعت : جمادی الثانی 1438ھ March 2017

ناشر : اصحاب الحدیث (AshabulHadith.com)

© حقوق برائے ناشر محفوظ

اصحاب الحدیث اس کتاب کو اسی شکل میں بغیر کسی تبدیلی کے، اس کی تقسیم، طباعت، فوٹو کاپی اور/ یا الیکٹرونک ذرائع کے ذریعہ اس کی تقسیم اور اس کے مواد کو پھیلانے کی اجازت دیتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس سے مالی طور پر منفعت حاصل نہ کی جائے، سوائے اس حالت میں جب کہ ناشر سے اس کی خاص اجازت حاصل کی گئی ہو۔ اس کتاب سے ذکر کئے گئے حوالے کو ناشر (اصحاب الحدیث) کی طرف ضرور منسوب کریں۔

فہرست

4	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟
6	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حلیہ مبارک
6	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت اور رسالت کیسے ملی؟
8	کیا بنی اور رسول میں کوئی فرق ہے؟
9	محمد رسول اللہ اور اشہد ان محمدؐاً عبده و رسوله کا معنی
10	محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیا حقوق ہیں؟
11	رسالت پر ایمان کیسے لا یاجاتا ہے؟
21	بعض شہادت کا ازالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا
محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد

❖ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ ❖

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نسب:

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن باشم اور باشم قریش کے قبیلے میں سے ہیں، اور قریش کا قبیلہ بنو عدنان سے ہے۔ اور بنو عدنان سیدنا اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں۔ اسماعیل (علیہ السلام) ابراہیم (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔ اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نسب ابراہیم (علیہ السلام) تک جاتا ہے۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کنیت:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑے بیٹے کا نام قاسم تھا اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کنیت ابو القاسم ہے۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پانچ پیارے نام:

اللہ تعالیٰ کے پیارے تینگر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا هُمَدُ وَأَنْمَدُ وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِالْكُفْرِ وَأَنَا الْحَاسِرُ الَّذِي
يُحَشِّرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں میں موکرنے والا ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹاتا ہے اور حاشر ہوں کہ (قیامت کے دن) سب لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں (کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔
(بخاری)

محمد: مخلوقات میں سے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہوا میں محمد کہتے ہیں اور یہ نام اللہ تعالیٰ کے پیارے

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کسی کا نام نہیں تھا۔ یہ نام انمول ہے، خاص ہے اور خاص شخصیت کے لئے ہے۔

احمد : سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔

ماجی : مٹانے والا، لفڑ کو مٹانے والا۔

حاشر : میدانِ محشر میں جن کے سامنے لوگ کھڑے ہوں گے اور حشر ہو گا۔

عقاب : جس کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جائے پیدائش اور تاریخ وفات:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش مکرمہ میں، پیر کے دن، ربع الاول کے مہینے میں ہوئی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا 9 ربيع الاول ہے، بعض نے کہا 10 ربيع الاول ہے، بعض نے 11 ربيع الاول اور بعض نے 12 ربيع الاول کہا ہے۔ اور سب سے زیادہ قول 9 تاریخ کا ہے، جیسے کہ موخین کہتے ہیں۔ جبکہ 12 ربيع الاول کو آپ کی پیدائش میں شدید اختلاف ہے۔ اس کے برعکس امت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات 12 ربيع الاول کو ہوئی ہے۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھروالے:

والدین: والد کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب اور والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے۔

بیویاں: اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی 11 بیویاں تھیں۔ ان میں سے بعض کے نام سیدہ خدیجہ، سیدہ عائزہ، سیدہ حفصہ، سیدہ زینب (رضی اللہ عنہم ان جمیعین) ہیں۔

پچھے: اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے 7 پچھے تھے۔ ان میں سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان کے نام بغیر ترتیب کے مندرجہ ذیل ہیں: قاسم، زینب، رقیہ، فاطمہ، ام کلثوم، عبد اللہ اور ابراہیم۔ اور سب کی وفات آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں ہوئی سوانع سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے، جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے 6 مہینے بعد فوت ہوئیں۔

رشته دار: اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے 11 چچا تھے اور 6 پھوپھیاں تھیں۔ ان میں سے 2 چچا اور 1 پھوپھی مسلمان ہوئے۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں: سیدنا حمزہ بن عبد المطلب، سیدنا عباس بن

عبد المطلب اور صفیہ بنت عبد المطلب (رضی اللہ عنہم)۔

﴿۲﴾ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حلیہ مبارک

چہرہ مبارک: گول، پرکشش، گورا، روشن رنگ، سرفی آمیز، چودھویں کے چاند جیسا۔

چہرہ کے متعلقات: رخسار بلکے، پیشانی کشادہ، بھویں باریک اور کامل، آنکھیں بڑی، داڑھی گھنی۔ بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ ہم پیچھے سے کھڑے ہو کر اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی داڑھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ سفید بالوں کی تعداد بیس تھی۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں ایسی شخصیت ہیں جن کی داڑھی کے سفید بال بھی گئے گئے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے صرف سنت کو محفوظ نہیں کیا، صرف اللہ تعالیٰ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان کو محفوظ نہیں کیا، بلکہ ان کا حلیہ مبارک یہاں تک کہ داڑھی کے سفید بال کتنے ہیں یہ بھی گن لیے۔

سر، گردن اور بال کے تعلق سے: سر بڑا، گردن لمبی، بال لمبے، درمیان سے مانگ۔

قد و قامت اور جسامت : قد خوبصورت، قامت معتدل، جسامت معتدل، بدن بھرا ہوا، کندھے چوڑے، قدم کشادہ۔

﴿۳﴾ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت اور رسالت کیسے ملی؟

اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی:

﴿إِنَّ رَبَّكَ الَّذِي حَاقَ﴾

پڑھاپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (سورۃ الحلق: ۱)

غارہ را میں یہ سب سے پہلی وحی تھی۔ جو دین اسلام کا سب سے پہلا اور بنیادی پیغام ہے۔ اس وقت اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر 40 سال تھی۔ دین کی بنیاد علم ہے اور علم حاصل کرنے سے آتا ہے مسلمان کبھی جاہل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امتی، اگر سچا امتی ہے تو جاہل نہیں ہو سکتا۔ علم والی امت ہے اور جب کبھی اس امت نے علم کا اہتمام کیا، خاص طور پر اس دین کا اہتمام کیا،



یہ امت سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہوئی۔ ساری امتوں کو تیچھے چھوڑ دیا اور جیسے ہی اس امت نے علم کے راستے کو چھوڑا تو وہ ذلیل اور خستہ حالت ہو گئی۔ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسالت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدْرِّيْرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝﴾

اے کپڑا اڈھنے والے اٹھواو لوگوں کو آگاہ کرو (سورۃ المدثر: ۱-۲)

شرک سے آگاہ کرنے کو کہا جا رہا ہے۔ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی زندگی 23 سالوں پر محیط تھی۔ ان 23 سالوں میں پوری دنیا میں جو تبدیلی آئی ہے کوئی دوسراے انسان نے کبھی کیا ہے اور نہ کبھی کر سکے گا۔ مکہ کا شہر، ہر طرف سے پھاڑ اور صحراء سے گھیرا ہوا تھا۔ جہاں پر پانی ملنا بھی مشکل تھا۔ سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں کلمہ توحید کا پیغام فرانس اور یورپ تک پہنچا تھا۔ 23 سالہ زندگی وحی کی زندگی ہے۔ اس 23 سالہ زندگی کی تقسیم دو حصوں میں ہوتی ہے۔ 13 سالہ ملکی زندگی اور 10 سالہ مدنی زندگی۔ 13 سالہ ملکی زندگی میں ایک ہی دعوت تھی، ایک ہی پیغام تھا

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھے ہی مدد چاہتے ہیں (الفاتحہ: 5)

نمایز کا حکم اور اس کی فرضیت مکہ میں بھارت سے 2 سال پہلے ہوئی۔ لیکن اس کی تفصیلات بعد میں مدینہ میں مکمل ہوئی۔ پہلے پورے 10 سال ملکی زندگی میں صرف اور صرف توحید کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ کبھی درس ایک ساتھ دے دیں تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ کیا توحید تو حیدر کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ کبھی نماز پر بات کرو، زکوٰۃ پر بات کرو، کبھی روزے پر بات کرو، کبھی حسن اخلاق کی بات کرو، رشتے داروں کے حقوق کے متعلق بات کرو، یہ کیا توحید کو پکڑا ہوا ہے۔ 10 سال اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صرف توحید کی دعوت دی۔ اور نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سال صرف توحید کی دعوت دی۔ دوسری کوئی اور دعوت نہیں تھی۔ جب توحید کو نہیں مانا تو دوسری کیا دعوت دیتے۔ نوح علیہ السلام نے اس قوم کو دعوت دی ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، استغفار کرو، شرک سے توبہ کرو۔ اگر



شرک ہے تو پھر کوئی اور عبادت باقی نہیں رہے گی۔ شرک سے توبہ سب سے پہلے ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا^{الْمُدْبِّرُ} ۖ قُلْ فَآتِنِذْرَ ۝﴾ اے کپڑا اور ہنے والے (1) کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے (2) (شرک سے لوگوں کو آگاہ کرو)۔ دس سالہ مدنی زندگی میں نماز کی تفصیل ہے، روزے بین، زکوٰۃ ہے، حج ہے، جہاد ہے۔ باقی سارے کے سارے احکام مدینہ میں نازل ہوئے۔ اور توحید کا پیغام بھی جاری رہا۔

❖ کیانی اور رسول میں کوئی فرق ہے؟ ❖

اللہ تعالیٰ سورت الحج آیت نمبر 52 میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَا آرَسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَّلَا نَبِيٌّ إِلَّا أَذَّاكَمْنَى الْقُرْآنَ
الشَّيْطَنُ فِي أُمُّنِيَّتِهِ... الْآيَة﴾

"ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو یہجاں کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آزو
کرنے لگا شیطان نے اس کی آزو میں پچھلا دیا" (حج: 52)

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔ رسول کا لفظی معنی: پیغام پہنچانے والا، اور شرعی
معنی: اللہ تعالیٰ کے پیغام (وہی) کو پہنچانے والا۔

وہی نازل ہوتی ہے پھر اس پیغام کو آگے بھی پہنچاتا ہے۔ ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: (کہ نبی موننو
کی طرف یہجا جاتا ہے، اور رسول مشرکوں کی طرف یہجا جاتا ہے) جب تک شرک نہیں تھا تب تک رسول
بھی نہیں تھا۔ سب سے پہلے رسول نوح (علیہ السلام) ہیں۔ آدم (علیہ السلام) سے لے کر نوح (علیہ السلام) تک دس
پیڑھیوں کا عرصہ تھا۔ اس میں کوئی شرک تھا ہی نہیں۔ اسی لیے رسول بھی نہیں بھیج گئے۔ صحیح بخاری میں
معروف شفاعت کی حدیث ہے کہ جب لوگ آدم (علیہ السلام) کے بعد سفارش کے لیے سب سے پہلے
رسول نوح (علیہ السلام) کی طرف جائیں گے تاکہ حساب شروع ہو اور یہ دن بچا سہارسال کا ہوگا۔ اس سے پتہ چلا کہ سب
سے پہلے رسول آدم (علیہ السلام) نہیں ہیں بلکہ نوح (علیہ السلام) ہیں۔ آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں شرک تھا ہی



نہیں۔ جنت سے زمین پر موحد اترے۔ اولاد موسن اور موحد تھی۔ اولاد بڑھتی گئی۔ توحید باقی رہی لیکن باقی اور گناہ موجود تھے۔ جیسے کہ قتل، حسد، جھوٹ، بدکاری، زنا کاری اور گانا بجانا غیرہ۔ بہت کچھ تھا، لیکن شرک نہیں تھا۔ سب سے پہلے شرک کا آغاز نوح (علیہ السلام) کے زمانے میں ہوا۔ صحیح بخاری میں سیدنا عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سورت نوح آیت نمبر 23 کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ پانچ بت تھے۔ وہ، سواع، یغوث یعوق، نسر۔ یہ پانچوں حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے تھے۔ جب یہ مر گئے، پھر ان کی تعظیم کی گئی اور ان کے محسسے بنا کر اپنی مجلسوں میں رکھنے لگے۔ بعد میں جب علم جاتا ہا تو ان کی عبادت شروع ہو گئی۔

❖ محمد رسول اللہ اور اشہد ان محمدًا عبدہ و رسولہ کا معنی ❖

محمد رسول اللہ کا معنی:

یہ جملہ اسمیہ ہے۔ محمد مبتدا ہے۔ رسول خبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم کریم مضاف الیہ ہے۔ محمد کی خبر ہے، رسول اللہ۔ یہ خبر ہے، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور اس خبر کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ کیونکہ خبر دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خبر کی تکذیب کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو جھٹلانا کفر ہے۔ اس بدلے میں ہمیں یہ پیغام ملتا ہے، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اشہد کا معنی:

اشہد جملہ فعلیہ ہے۔ اشہد کا مطلب ہے میں گواہی دیتا ہوں۔ گواہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور گواہی کے لیے علم اور یقین کا ہونا فرض ہے۔ دنیا میں کبھی جب قاضی کے پاس کوئی مسئلہ پہنچتا ہے، اور وہ فیصلہ کرنے سے پہلے گواہوں کو بلا تاہیت تو ان گواہوں میں سے کون سا گواہ صحیح ہوتا ہے؟ کس کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے؟ جس کا علم یقینی ہو۔ جب میں کہتا ہوں اشہد: تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے علمی یقین ہے۔ میں گواہی دے رہا ہوں۔ یعنی علم اور یقین کی بنیاد پر میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔



آنے کا معنی:

یہ تاکید کے لیے ہے۔ اس گواہی کی مزید تاکید ہے۔ کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اور شک کرنا کفر ہے۔ جس نے شک کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، وہ کافر ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ گواہی بھی ہے پھر اس گواہی کی تاکید بھی ہے۔

عبدہ کا معنی:

اللہ تعالیٰ کی بنندگی کرنے والے، سب سے افضل بندے۔ اور عبد کبھی معبد نہیں ہو سکتا۔ غلوکی گنجائش نہیں ہے۔ جس نے بندوں میں سے کسی کو معبد کا درجہ دیا وہ دائرة اسلام سے خارج ہو گیا۔ غلوکرنا کفر ہے۔

رسولہ کا معنی:

اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے والے۔ سب سے افضل رسول، اور رسول کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ تکذیب کی کوئی گنجائش نہیں۔ تکذیب کرنا کفر ہے۔

❖ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیا حقوق ہیں؟ ❖

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں۔ لیکن ان کے کیا حقوق ہیں ہم پر؟ جب میں کہتا ہوں "ا شہد ان محمد اَعْبُدُهُ وَرَسُولُهُ" اب میرے اوپر یہ فرض ہے، کہ میں یہ جان لوں کے اللہ کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حقوق کیا ہیں۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیلاحت : رسالت پر ایمان

یعنی سب سے اہم ہے، رسالت پر ایمان کا سب دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اس سے اکثر غافل ہیں۔ رسالت پر ایمان اللہ کے رسول کے حقوق میں سے سب سے عظیم حق ہے۔ اگر ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سورت النساء آیت نمبر 136 میں فرماتے ہیں۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِمْنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ... الْآية)

"اے ایمان والو! اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاو۔" (النساء: 136)

حکم ہے! ایمان لانا ضروری ہے۔ اے ایمان والو! ایمان لا و فعل امر و جوب یا فرضیت کے لیے ہے۔ اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

**وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ إِلَّا حَدُّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصَارَىٰ إِلَّا ثُمَّ
يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أَرْسَلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَخْنَابِ النَّارِ**

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اس امت کا کوئی بھی یہودی اور نصرانی جو میرے بارے میں سے اور وہ اس حالت پر مرے کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے جسے دیکھ میں بھیجا گیا ہوں تو اس کا طھکا جہنم والوں میں سے ہوگا۔ (مسلم)

جور سالست پر ایمان نہیں لاتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ دائرة اسلام سے خارج ہے۔ یعنی جس کو سالست پر ایمان پر ذرا سا بھی شک ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ رسالت پر ایمان ارکان ایمان میں سے چوتھا کرن ہے۔ اور یہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان) سب سے اہم ہے۔

❖ ارسالت پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے؟ ❖

محض رسالت پر ایمان ہے۔ اس کا مطلب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اللہ تعالیٰ کے نبی ہونے پر ایمان ہے۔ تو اس کا کیا معنی ہے؟ یہ لفظ، یعنی کیا تقاضہ کرتا ہے؟ یہ چار چیزوں پر مشتمل ہے۔

رسالت پر ایمان لانے کا پہلا طریقہ: خبر کی تصدیق کرنا

جو بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یہ ہمیں کس سے ملا؟ اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی تصدیق ہوئی۔ جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے، اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ مثلاً، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: إِنَّمَا الْأَعْمَالَ بِالنِّتَّيَّاتِ عَمَلُوا كَادَرْ وَمَدَارْ نِيَّتوْنَ پر ہے۔ صحیح بخاری کی پہلی روایت۔ میرا ایمان ہے کہ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔ کیوں؟ کیونکہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے۔ ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے ان کے جو انکار کرتے ہیں، اور انکار وہ کرتے ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع نہیں کرتے۔ یہی جہنم میں داخل ہوں گے۔ میرا ایمان ہے۔ تو خبر کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ جو کچھ بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان

بے، اس کی تصدیق کرنا فرض ہے، اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَوْمٌ نُوحَ لَهَا كَذَّبُوا الرَّسُولَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ أَيَّةً وَأَعْنَدْنَا لِلظَّالِمِينَ﴾
عَلَّا بَأْلَيْمَانَ ﴿۱۷﴾

اور قوم نوح نے بھی جب رسولوں کو جھوٹلایا تو ہم نے انھیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لئے انھیں نشان عمرت بنادیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ (الفرقان: 37) وہ بھی ظالم تھے۔ ہر زمانے میں جو بھی ظالم آتے تریں گے، جو ایسا ظلم کریں گے۔ بھی سزا ان کے لیے کھی ہے۔ قوم نوح نے کتنے رسولوں کو جھوٹلایا؟ صرف ایک رسول کو جھوٹلایا۔ لفظ کیا ہے؟ "كَذَّبُوا الرَّسُولَ" اور "كَذَّبُوا الرَّسُولَ" میں کیا فرق ہے؟ رسول مفرد ہے۔ رسول جمع ہے۔ جمع تکسیر ہے۔ نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے۔ تو پھر یہ جمع کا صیغہ کیوں ہے؟ کیونکہ ہر رسول کا ایک ہی پیغام ہے۔ جس نے ایک رسول کو بھی جھوٹلایا، اس نے سارے رسولوں کو جھوٹلایا۔ اللہ اکبر! قوم نوح کا جرم کیا تھا؟ رسالت کو جھوٹلایا۔ بنیادی پیغام کو جھوٹلایا۔ توحید کو جھوٹلایا۔ سزا کیا تھی؟ "أَغْرَقْنَاهُمْ"۔ ہم نے انھیں غرق کر دیا۔ یہ سزا ہر اس شخص کو کوئی جو نوح علیہ السلام کی رسالت کا منکر تھا۔ آج جو لوگ رسالت پر ایمان نہیں لاتے وہ اپنے گناہوں میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اس سے بھی بڑھ کر سزا ہے۔ پانی میں غرق ہونے تو عمل تو منقطع ہو گئے۔ اس سے بڑھ کر سزا یہ ہے، کہ کسی شخص کی عمر لمبی ہو جائے اور وہ گناہ پر گناہ کرتا جائے۔ نافرمانی پر نافرمانی کرتا جائے۔ یہ اس سے بھی زیادہ عذاب ہے۔ (نحوذ بالله)

رسالت پر ایمان لانے کا دوسرا طریقہ: حکم کی تعییل کرنا

جو بھی حکم ہمیں ملا ہے، اس حکم کی تعییل کرنا۔ اللہ کے پیارے نبی (علیہ السلام) نے ہمیں کئی پیغام دیے ہیں۔ کسی حدیث میں کوئی حکم ہونی (علیہ السلام) کا، جیسا کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا اڑھی کوچھڑدو۔ حکم (فعل امر) ہے۔ اور حکم فرضیت کے لیے ہوتا ہے۔ جو بھی آپ کا حکم ہمیں ملتا ہے فوراً اس کی تعییل کرنی ہے۔ اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أَنْتُمْ كُمُ الرَّسُولُ فَقْدُنُوهُ﴾

اور تمہیں جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دے لے لو۔" (اکشر: 07)

رسالت پر ایمان لانے کا تيسرا طریقہ: منع کردہ چیزوں سے رک جانا

اس کی دلیل میں، سورت الحشرا آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا نَهِكُمْ عَنْهُ فَأَنْتُمْ هُوَا﴾

اور جس سے رو کے رک جاؤ (اکشر: 07)

تفوی کے بغیر نہ تو آپ حکم پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی منع کی ہوئی چیز سے رک سکتے ہیں۔ اور نہی کی مثال، کوئی ایسی حدیث جس میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی چیز سے منع کیا ہو جیسے شراب منع ہے، سود، زنا کاری، منع ہے۔ شرک منع ہے (ولَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا) (اور اس کے ساتھ کسی کوششیک نہ کرو)۔ نہی کا صیغہ بعض اوقات حکم سے بھی ہوتا ہے جیسے (اجْتَنِبُوا السَّبِيعَ الْمُوبِقَاتِ.....) (سات بلاک کرنے والی باتوں سے دور رہو...) (متفق علیہ)۔ بعض اوقات خبر سے بھی ہوتا ہے جیسے (من احْدَثَ فِي أَمْرٍ تَاهِذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) (جس نے بھی کوئی نئی چیز ہمارے اس امر (دین) میں نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے) (صحیح مسلم)۔ کس چیز سے منع کیا گیا ہے؟ بدعت سے۔ نہی کا الفاظ مفہوم میں موجود ہے۔ تو پہ چیزیں جانتا ضروری ہے۔

رسالت پر ایمان لانے کا چوتھا طریقہ: عبادت اللہ تعالیٰ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طریقے پر کرنا

اس کی دلیل سورت آل عمران آیت 132 میں اللہ تعالیٰ کافر مان ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

"اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کروتا کہ تم پر حکم کیا جائے۔" (آل عمران: 132)

عبادت کی دو شرائط ہیں، ان کے بغیر عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں۔

عبدات کی پہلی شرط: اخلاص

اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أُمِرْتُ إِلَّا إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِنَّ اللَّهَ هُنْدِلِصِينَ لَهُ الدِّينُ حَنَفَاءً... الْآيَة﴾

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔

(اللہ کی طرف) یکسو ہو کر (ابراہیم حنیف کے دین پر)۔ (البینہ: 50)

اور اخلاق کے تعلق سے لا الہ الا اللہ جو حکمہ توحید کا پہلا حصہ ہے، اس کی تشریح رسالہ "کلمہ توحید" میں بیان ہو چکی ہے۔

عبدات کی دوسری شرط: اتباع

اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْجُمُونَ﴾

"اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کروتا کہ تم پر حم کیا جائے۔" (آل عمران: 132)

اور اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

"جس نے میرے امر میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔" (بخاری)

دوسری روایت میں اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔" (مسلم)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحیح اتباع چھ طریقوں سے ہوتی ہے۔ اگر ہم ان کو جان لیں گے تو ان شاء اللہ ہم سے کبھی بھی بدعت نہیں ہوگی۔ پھر بدعت کو اچھے طریقے سے پہچان سکتے ہیں۔

صحیح اتباع کا پہلا طریقہ: جس کو جانا

ہم جانتے ہیں کہ عبادات بہت ساری ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ عبادات ہیں، دعا عبادت ہے، قربانی اور نذر و نیاز عبادت ہے۔ یہ ساری عبادات ہیں۔ کیوں عبادت ہے؟ اس لیے کہ اس کی دلیل موجود ہے۔ جس نے دلیل کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی عبادات ایجاد کرنے کی کوشش کی، تو اس نے بدعت کی۔ اس نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع نہیں کی۔ اور یہ حدیث "مَنْ أَحْدَثَ فِي أُمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (جس نے ہمارے امر میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود

ہے)۔ اس کے بعد کوئی نئی چیز ایجاد کرنے کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ احادیث نئی چیز کو کہتے ہیں۔ جو عبادات ہیں وہ مکمل ہو چکی ہیں۔ پورا دین مکمل ہے۔ اور عبادات بھی ساری مکمل ہیں۔ اور تمام عبادتوں کو نبی کریم ﷺ نے بیان کر دیا ہے۔

صحیح اتباع کا دوسرا طریقہ: قسم

جنس تو ایجاد نہیں کرتے ہم۔ جتنی ہیں اتنی موجود ہیں۔ لیکن قسم، نماز ایک عبادت ہے۔ لکنی قسمیں ہیں، سنت نماز ہے، نفل نماز ہے، فرض نماز ہے۔ پھر اسکی مزید تفصیل ہے۔ وضو کی دور رکعت پڑھتے ہیں۔ تجھے المسجد، طوف کے بعد دور رکعت، تو یہ ساری کی ساری نماز کی قسمیں ہیں۔ اجمال اور تفصیل سے۔ کوئی نئی قسم ایجاد کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ مثال کے طور پر جب نیا کپڑا پہنانا جاتا ہے، اور اگر کوئی اس کے لیے دور رکعت نماز پڑھتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ غلطی کہاں پر ہوتی، ایک نئی قسم، نماز تو موجود ہے، جنس موجود ہے نماز کی، لیکن یہ قسم کس کی ایجاد ہے؟ دوسری حدیث دیکھیں، "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً كَلِيسَ عَلَيْهِ أَمْرُ تَافِهُ رَدٌّ". جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔" کیا یہ عمل۔ نبی ﷺ کا تھا؟ کہ جب نئے کپڑے پہننے تھے تو دور رکعت نماز پڑھتے تھے؟ نہیں۔ آپ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے۔ تو یہ طریقہ غلط ہے۔

صحیح اتباع کا تیسرا طریقہ: مقدار

ہر عبادت کے لیے ایک قید لگا دی گئی ہے، اس کی مقدار میں۔ فخر کی دور رکعت ہیں۔ جو تین رکعت پڑھنا چاہتا ہے، کیا اس کی نماز قبول ہوگی؟ نہیں بلکہ مردود ہے۔ کیوں؟ نماز بھی ہے، قسم بھی ہے، فرض نماز ہے، کیا فرق پڑتا ہے۔ آخر ایک رکعت میں کتنا خیر ہے۔ سورت الفاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس میں تکبیر ہے، حمد و شනاء ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، دعا میں ہیں۔ تو ایک رکعت پڑھنے سے فائدہ ہے یا نقصان؟ نقصان ہے۔ جس نے تین رکعت پڑھلی اس کی دور رکعت بھی نہیں ہوگی۔ جس نے تین رکعت پڑھلیں اس کی نماز بھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس نے مقدار میں غلطی کر دی۔

صحیح اتباع کا چوتھا طریقہ: طریقہ

نماز کا طریقہ دیکھیں۔ پہلے رکوع ہے یا پہلے سجدہ ہے؟ پہلے قیام، پھر رکوع، پھر سجدہ ہے۔ تو سجدہ سے پہلے رکوع کرنا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے، کہ میں نماز سجدے سے شروع کرنا چاہتا ہوں۔ سجدہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ پہلے سجدہ کروں گا، پھر رکوع کروں گا، پھر قیام کروں گا۔ کیا اس کی نماز ہو گی؟ غلطی کہاں پر ہوئی، طریقے میں۔ مقدار تو طویل ہے، اس نے دور کعت پڑھی ہیں، لیکن آغاز اس نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے پر کیا ہے۔

صحیح اتباع کا پانچواں طریقہ: وقت

دو قسم کا وقت ہے، ایک عام اور ایک خاص۔ عام کی مثال جیسے درود پڑھنا، جس نے بھی آپ ﷺ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ کوئی خاص وقت کی قید ہے؟ عام ہے، مطلق ہے۔ جس وقت مرضی درود پڑھے۔ اگر کوئی شخص ہر اذان سے پہلے درود پڑھنا چاہتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ نہیں! کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ درود کے لیے خاص وقت معین نہیں ہے۔ اگر تم نے مقرر کیا ہے تو اب اس خصوصیت کی اور دلیل ہوئی چاہیے۔ یہ بات درست ہے کہ اذان کی فضیلت ہے، درود کی بھی فضیلت ہے۔ لیکن اذان کے پہلے درود کو جوڑ دینا، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ دلیل کیا ہے آپ کے پاس کہ یہ غلط ہے؟ "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَّيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔ یہ دلیل ہے۔

خاص وقت کو عام کر دینے کی مثال: نماز کا خاص وقت ہے۔ فخر کی نماز پڑھی سورج طلوع ہونے کے بعد۔ بغیر عذر شرعی کے کیا نماز ہوگی؟ نہیں ہوگی۔ خاص وقت ہے۔ اس وقت کے اندر آپ کو نماز پڑھنی ہے۔ تو عام کو خاص کرنا اور خاص کو عام کرنا بدععت ہے۔ یہ قاعدہ یاد رکھیں۔

صحیح اتباع کا چھٹا طریقہ: جگہ

جگہ کو عام یا خاص کرنا بعض عبادات کو جگہ سے جوڑ دیا گیا ہے۔ قید لگادی گئی ہے۔ اور بعض کو عام کر دیا گیا ہے۔ اب نماز ہے۔ کہیں بھی پڑھی جا سکتی ہے، کوئی خاص جگہ ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ مَسْجِدًا وَظَهْوَرًا"۔ میرے لیے ساری کی



ساری زمین مسجد اور پاک کر دی گئی ہے" (بخاری)۔ مسلمان کو جہاں کہیں بھی پاک جگہ ملے وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ نماز بجماعت پڑھنا مردوں کے لیے فرض ہے۔ میں جگہ کی عمومی بات کر رہا ہوں کہ جہاں کہیں آپ کو جگہ ملے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی شخص کہتا ہے میں اپنے گھر کے فلاں کونے میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ یافلاں جگہ خاص ہے۔ وہاں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس نے بغیر کسی دلیل کے عام کو خاص کر دیا۔ بدعت کی اور یہ جائز نہیں ہے۔ اب نماز پڑھنا تو ٹھیک ہے، زمین بھی پاک ہے، اب اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ جگہ مبارک ہے؟ جو لوگ مزارات پر جا کر نماز پڑھتے ہیں، کہ یہ جگہ مبارک ہے، جائز نہیں ہے، بدعت ہے۔ اور اگر خاص اس پیر کے لیے پڑھی جا رہی ہے، تو یہ شرک ہے۔ تو یاد رکھیں کہ جگہ کے مبارک ہونے کی دلیل بھی ہونی چاہئے الگ سے۔

خاص جگہ: مثلاً طواف۔ ہم طواف کہاں کرتے ہیں؟ ایک خاص جگہ کا طواف ہوتا ہے۔ طواف عبادت ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ کا طواف ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اور جگہ کا طواف کرنا چاہتا ہے، عبادت کی نیت سے، کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ طواف کی عبادت میں خاص جگہ کی قید لگا دی گئی ہے۔ اس کو عام کرنے کے لیے دوسری دلیل کی ضرورت ہے۔ اور دوسری کوئی اور دلیل ہے ہی نہیں۔ تو یہ چھ طریقے ہیں جس سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طریقے کی اتباع کی جاتی ہے۔

اتباع کیسے کی جاتی ہے؟ جنس نئی ایجاد نہیں کریں گے۔ جو میں اتنی ہی ہیں۔ قسم اپنی طرف سے نہیں بنائیں گے۔ مقدار اتنی ہی، زیادہ یا کم نہیں۔ طریقہ بھی ویسا ہی، تبدیل نہیں ہے۔ وقت بھی مقرر ہے اس کے مطابق۔ جگہ بھی اپنی مرضی سے نہیں ہوگی۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں طواف ایک خاص وقت میں کروں گا، کیا یہ صحیح ہے؟ غلطی کہاں ہوئی، وقت میں۔ وقت کو خاص کر دیا۔ کوئی کہے کہ میں سات چکروں کی بجائے آٹھ چکر لگانا چاہتا ہوں تو یہ جائز نہیں ہے۔ شک کی بنیاد الگ ہے۔ کہ اس کوشک ہوا کہ ساتواں چکر ہے یا آٹھواں۔ اگر کوئی جان بوجھ کر آٹھ چکر لگاتا ہے، تو نہ اس کا عمرہ ہے اور نہ ہی اس کا حج ہے۔ غلطی کہاں پر ہوئی مقدار میں۔ اسی طرح اگر کوئی اٹھ چکر لگانا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ غلط ہے۔



نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دوسرا حق : اتباع

اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

"اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کروتا کہ تم پر حم کیا جائے۔" (آل عمران: 132)

کون نہیں چاہتا کہ اس پر حم نہ کیا جائے؟ ہم سب محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے۔ واللہ سارے کے سارے محتاج ہیں۔ لیکن ایک راستہ ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ سر جھکانا پڑے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

كُلُّ أُمَّةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدَ أَبَى.

"میری ساری کی ساری امت جنت میں جائے گی، سو اے ان لوگوں کے جو جنت میں جانے سے انکار کرتے ہیں۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا، کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرتا ہے۔ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا، جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔" (بخاری)

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تیسرا حق: محبت

اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالْبَرِّ وَوَلِيَّهُ وَالنَّاسُ أَجْمَعُينَ
"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مون نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے لیے اس کے والدین اور اس کی اولاد، اور سب لوگوں سے ذیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (بخاری)

اولاد، والدین اور دنیا کے سارے لوگ جس میں بیوی، دوست و احباب، رشید و ارساب شامل ہیں۔ جب تک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سب سے بڑھ کر محبت نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ہم مون نہیں ہو سکتے۔ پتہ تب چلتا ہے جب آزمائش آتی ہے۔ ایک طرف آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے، دوسری طرف پسندیدہ امام کا فرمان

ہے۔ تب پتا چلتا ہے مجتہد کا، کہ کس کی مجتہد غالب ہے۔ زبان سے ہم سب دعویٰ کرنے والے ہیں۔ یقین توبہ ہوتا ہے جب عمل کی باری آتی ہے۔ کہ کس کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ جب بیوی کی بات آتی ہے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کے خلاف تو بیوی کی بات کو مان لیتے ہیں یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان کو۔ اس وقت پتا چلتا ہے کہ صرف دعویٰ کرنے والے ہیں یا پھر مجتہد کرنے والے۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پوچھا حق: تو قیر، احترام اور تعظیم کرنا

یہ بھی بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توقیر، احترام اور تعظیم کرنی ہے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا احترام، توقیر اور تعظیم فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلَيْهِمْ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا إِلَيْهِ بِالْقَوْلِ كَجْهَرٍ بِعَضْكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطْ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○﴾

(الحجرات: 1-2)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جانے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آواز میں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اوپھی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

ان آیات میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم اور احترام کا پیغام ہے۔ ایک دفعہ ایک وفد اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آیا۔ اسلام قبول کیا۔ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ اس وفد کا امیر کس کو بنائیں۔ جب سفر پر جائیں گے تو امیر ہو گا جو ان کو دین سکھائے گا۔ تو کون ایسا شخص ہے جس کو امیر بنائیں۔ سیدنا عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے ایک شخص کا نام لیا، کہ ان میں سے فلاں شخص ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، تو انہوں نے کوئی دوسرا نام تجویز کیا۔ سیدنا عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ نے میری مخالفت ہی کرنی تھی؟ جو نام میں

نے دیا، آپ نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام دے دیا۔ ابو بکر صدیق نے جواب میں یہ فرمایا: میں آپ کی خلافت نہیں کرنا چاہتا۔ میری رائے تھی میں نے دے دی۔ بس اتنی سی بات ہوتی، اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آتی۔ (جب کہا جاتا ہے الشیخان تو اس سے مراد ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما میں)۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے شاید تھوڑی سی آواز زیادہ ہوتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! آگے نہ بڑھو اللہ اور اس کے رسول سے، اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے اور جانتا ہے، جو تم کہتے ہو وہ خوب جانتا ہے۔ اے ایمان والو، اپنی آواز میں بلند نہ کرو، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ کہیں تمہارے سارے کے سارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں، اور تمہیں شعور تک بھی نہ ہو۔" کس کے عمل کی بات ہو رہی ہے؟ ہماری حیثیت کیا ہے؟ یہ آیت ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) کے لیے ہے۔ کہبیں تمہارے سارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔ اور تمہیں شعور تک نہ ہو۔ صرف تھوڑی سی آواز بلند ہوتی۔ آج ہمارا کیا حال ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کافرمان ہمارے پاس ہے۔ حدیث کے سامنے سر اٹھانا بھی جرم ہے۔ حدیث کے سامنے حدیث سے بڑھ کر بولنا بھی جرم ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ کیونکہ حدیث دوسری وجی ہے، قرآن کے ساتھ۔ اور عجب ہے ان لوگوں پر جو حدیثوں کا مکمل انکار کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں صرف قرآن ہی ہے قرآن پر عمل کرو۔ واللہ حدیث کے بغیر قرآن پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ صرف فخر کی دور کعت نماز قرآن سے پڑھ کر دکھائیں۔ واللہ بغیر حدیث کے آپ پڑھ ہی نہیں سکتے۔ تو پھر یہ فتنہ، یہ شر کہاں سے آیا۔ یہ جاہل لوگوں کا ایجاد کردہ شر ہے۔ یہ شیطان من الانس کے ایجاد کردہ شر ہیں۔ یہ زندگی کا قاعدہ بنالیں، کہ اگر کوئی آپ کو یہ کہے کہ بعض احادیث ایسی ہی ہیں کہ ہم قرآن پر عمل نہیں کر سکتے۔ یا قرآن ہی کافی ہے عمل کے لیے، یا حدیث ضروری نہیں، ایسے شخص سے فوراً دوری اختیار کر لیں۔ یہی نجات کا راستہ ہے۔ اس کی بات کو سین ہی نہیں۔ دوست تو دور کی بات ہے، اگر والدین بھی کہتے ہیں، کہ صرف قرآن کافی ہے تو ان کی اس بات کو چھوڑ دیں۔ اس تعلق سے کبھی بھی ان سے بات نہ کریں۔ ان کا احسان باقی رہتا ہے۔ دنیاوی احسان باقی رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حق سب سے پہلا ہے۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پانچواں حق: درود پڑھنا

ہم سب جانتے ہیں، اس معاملے میں ہر مسلمان اور ہر فرقہ والے کا اجماع ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا جاتا ہے۔ اس کی دلیل سورت الاحزاب کی آیت نمبر 56 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلِئُكَتَهُ يُصَلِّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔ (الاحزاب: 56)

اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں : "اس شخص کی ناک خاک آکو دہو جائے جس کے پاس میرا ذکر ہوا، اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔" (ترمذی) بدستور ہے، بخیل ہے ایسا شخص جو درود نہیں بھیجتا۔

قاعدہ: درود صرف وہی پڑھے گا تو تعظیم کرتا ہے، تعظیم وہی کرتا ہے جو محبت کرتا ہے۔ محبت وہی کرے گا جو اتباع کرتا ہے اور اتباع وہی کرے گا جو ایمان لاتا ہے۔ اس ترتیب سے یاد کریں گے تو آپ کو پانچ حقوق یاد ہو جائیں گے۔ تعظیم نہیں کرتا وہ کیا درود پڑھے گا۔ بغیر محبت کے کیا کسی کی تعظیم کر سکتے ہیں؟ محبت ہے تو تعظیم بھی ہے۔ اور محبت کے بغیر اتباع ممکن نہیں۔ اور بغیر ایمان کے اتباع ممکن نہیں۔ یہ پانچ چیزیں لازم و ملزم ہیں۔ یہ پانچ حقوق ہیں اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔

❖ بعض شبہات کا ازالہ ❖

پہلا شبہ: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو چکے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ اسکی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَنْهُمْ مَمِّتُونَ﴾

یقیناً نہ تو آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ (الزمیر: 30)



جو اس دنیا میں مخلوق آئی ہے وہ فنا ہو کے رہے گی۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ - زمین پر جو بیل سب فنا ہونے والے ہیں۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابھی زندہ ہیں، واللہ! اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ کیا کوئی شخص تصور کر سکتا ہے کہ وہ اپنے زندہ والد کو غسل دے۔ والذندہ ہے، غسل دے، اسے کفن دے، اسے قبر میں ڈال کے مٹی اس پر ڈالے۔ کوئی کرتا ہے؟ دشمن کے ساتھ کوئی کرتا ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سید ولد آدم، سید الانبیاء و المُلْسِنِين (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کیا صحابہ کرام نے ظلم کیا؟ نعوذ باللہ۔ زندہ ذنوب کر دیا! انہیں عقلیں کہاں گئی لوگوں کی دلیل تو بالکل واضح ہے۔ اس کے باوجود آج بھی بعض لوگوں کو یہ خدا ہے، یہ غلط فہمی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ ہیں ہمیشہ زندہ ہیں، حاضر و ناظر ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اور اگر زندہ ہیں تو جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو کیا دنیاوی زندگی زمین سے اوپر بہتر ہے یا زمین سے نیچے؟ اللہ کے لیے دیکھیں گستاخ کون ہیں؟ جانتے ہیں دنیاوی زندگی سے مطلب کیا ہے کہ زندگی کا تعلق اس دنیا سے ہے۔ اس دنیا میں زمین کے نیچے کون سی مخلوق رہتی ہے؟ کیڑے مکڑے رہتے ہیں اور کون سی مخلوق رہتی ہے۔ تو دنیاوی زندگی کا معنی ہے نعوذ باللہ کہ آپ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں اتنی بڑی گستاخی کر رہے ہیں کہ وہ ہیں بھی زمین کے نیچے اور ہیں بھی دنیاوی زندگی سے زندہ۔ اس لیے بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں غلطی ہو گئی ہے، بہتر ہے کہ بزرخی دنیاوی کہیں۔ بزرخی دنیاوی کہاں سے ایجاد ہوئی؟ دنیاوی زندگی ہے یا بزرخی ہے۔ بیچ کی بات کہاں سے آئی۔ یاد کھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ ہیں لیکن دنیاوی زندگی سے نہیں بزرخی زندگی سے زندہ ہیں۔ وہ تو ہر بندہ زندہ ہوتا ہے۔ وہ تو کافر بھی زندہ ہے تو کیا فرق ہے؟ تو یہ کون سی بڑی بات ہوئی۔ یاد رکھیں، سب سے عظیم، خوبصورت اور پیاری بزرخی زندگی انبیاء (علیہ السلام) کی ہے۔ اور انبیاء میں سب سے افضل اور اعلیٰ زندگی مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے، ہے بزرخی زندگی لیکن دو قبریں ہیں ایک ساتھ، کیا دونوں کی ایک جیسی جیسی زندگی ہے؟ ایک کے لیے نعوذ باللہ یہ قبر جہنم کی آگ کا گڑھا ہے، اور اس کی ساتھ وہی قبر میں دو اخ کا فاصلہ تین اخ کا فاصلہ ہے، جنت کا باعث ہے۔ ممکن ہے کہ نہیں؟ تو دونوں کی زندگی الگ ہے لیکن ہے بزرخی زندگی۔ شہداء کی زندگی افضل ہے، اچھی زندگی ہے اور ان سے بہتر زندگی انبیاء



(علیہم السلام) کی ہے اور سب سے فضل زندگی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی ہے، لیکن یہ بزرگی زندگی ہے۔

دوسرा شبه: کیانی (صلی اللہ علیہ وسلم) کائنات کی تخلیق کا سبب ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ سبب ہے کہ تمہیں؟۔ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو کیوں پیدا کیا؟ اس کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ تمہیں کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

"اور میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا اسوانے اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں" (الذاريات: 56) جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق صرف آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے کی ہے۔ اپنی نفس پر ظلم کر رہے ہیں۔ قرآن کی آیت بالکل واضح ہے اور پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہی نہیں تھے۔ زمین اور آسمان کو تو پہلے پیدا کیا۔ تو کس لیے پیدا کیا؟ جب جہالت کی وجہ سے عقل کام نہیں کرتی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ اگر زمین و آسمان کی تخلیق آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد ہوتی، یہ آیت بھی نہ ہوتی، کوئی دلیل بھی نہ ہوتی، تب تو ہم کہہ سکتے ہے، لیکن آیت بالکل واضح ہے۔ اور اس روشن سورج کی طرح ہر شخص جانتا ہے، کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش اسی زمین پر ہوتی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں۔ تو پھر ان سب کی پیدائش، ان سب کے وجود کا مقصد ایک ہے۔ "إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (میری (اللہ تعالیٰ کی) عبادت کریں) غلط فہمی بھی یاد رکھیں اور دلیل بھی یاد رکھیں۔ دلیل کو یاد کرنا بہت آسان ہے۔ مشکل نہیں ہے۔

تیسرا شبه: کیانی (صلی اللہ علیہ وسلم) نور ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُؤْخَذُ إِلَيَّ إِنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ﴾

"کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔" (الکھف: 110)



فرق کیا ہے، کہ نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی، اور یہی برتری ہے، اور یہی عظمت ہے۔ اور بلند درجات ہیں۔ بشریت کی دلیل کیا ہے؟ اس میں لفظ کون سا ہے؟ بشر کا۔ پھر بھی لوگوں نے کہا کہ یہ اگر نور نہیں میں تو پھر نوری بشر ہیں۔ اس کا جواب کیا ہے؟ "مِثْلُكُمْ" (تمہارے جیسا)۔ واضح ہے کہ نہیں؟ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ کیوں ہے؟ بشر کافی تھا۔ تاکہ کسی شخص کے ذہن میں یہ بات کبھی نہ آئے کہ ہمارے جیسے بشر نہیں ہیں۔ کوئی اور بشر ہیں۔ تو اس لفظ کی کیا ضرورت ہے۔ کہ تمہارے جیسا ہی بشر ہوں۔ لیکن برتری کس چیز میں ہے، ہم میں اور نبی میں کیا فرق ہے؟ "يَوْمَ حَيَاةٍ أَنَّهُمْ مُنْذَنُونَ" (میری طرف وحی آتی ہے)۔ ہر غلط بھی کا جواب ہے۔ پھر شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے، اس سے پہلے کہ شیطان وسوسہ ڈالے، جواب پہلے سے ہی موجود ہے۔ لیکن شیاطین الانس نہیں سمجھتے۔ یہ شیاطین الجن سے بھی بڑے شیطان ہیں۔ نعوذ باللہ۔ دوسری دلیل اس سے زیادہ واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ سورت الزخرف آیت نمبر 15 میں فرماتے ہیں۔

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادَةٍ جُزُءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾

"اور انہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرایا یقیناً انسان

کھلم کھلانا شکرا ہے" (الزخرف: 15)

یعنی بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ کا حصہ بنادیا، جو یہ تصور کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی بھی مخلوق اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے وہ کھلم کھلا کفر کرنے والا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی واضح دلیل ہے؟ یہ آیت تب نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ بیٹا یا بیٹی اپنے والدین کے وجود کا حصہ ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جس نے ایسا کیا وہ کھلا کفر کرنے والا ہے۔ آج بعض لوگ کیا کہتے ہیں؟ "نور من نور اللہ" یعنی اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادَةٍ جُزُءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾

"اور انہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرایا یقیناً انسان

کھلم کھلانا شکرا ہے" (الزخرف: 15)

جس کے دل میں آیت بھی کوئی فرق نہ ڈال سکے، تو اس کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں سوائے دعا کے۔ اللہ



تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو بُدایت اور راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

چوتھا شبه: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ لیکن ایک شرط بھی ہے۔ وہ یہ کہ حلیم مبارک معلوم ہونا چاہیے۔ حلیم مبارک کیسے جانیں گے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ کیسا تھا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جسامت اور قد و قامت کیسی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بال کیسے تھے، داڑھی کیسی تھی۔ یہ جانتا بہت ضروری ہے۔ پھر اس کی دلیل کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

مَنْ رَأَىٰ فِي الْمَنَامِ فَقَدْرَ آنِيٍّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي (بخاری)

"اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے دیکھا۔ بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔" اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار خواب میں ممکن ہے۔ لیکن جس شخص کو آپ نے کبھی دیکھا ہے تو آپ کیسے پہچان سکتے ہیں کہ یہ وہی ہے۔ اور جس نے نہیں دیکھا، اگر وصف سے بتایا جائے، کہ ایسا ہی وصف ہے، تو ایک خاک سابن جاتا ہے۔ اگرچہ سو فیصد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر میں نے اپنے دادا کو نہیں دیکھا، ان کی وفات میری پیدائش سے پہلے ہو گئی۔ والد صاحب سے میں نے سنا کہ ان کی شکل و صورت کیسی تھی۔ میں نے اپنے والد کو دیکھا ہے۔ تو مجھے پتا ہے کہ میرے والد ہی بیں۔ لیکن جب دادا کو دیکھتا ہوں تو کیا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ میرے دادا ہی بیں؟ یقیناً نہیں کہہ سکتا۔ جو صفات بتائی گئیں اسی طرح کی شکل تو میں نے دیکھی۔ صحیح ہو گئی سکتا ہے اور نہیں کہی۔ تو ہے یا نہیں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جب ہم بات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی، تو پھر ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس لیے جب خواب میں آتے تو پہچان لیتے تھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے الشماں الحمدیہ میں روایت کیا ہے اور فتح الباری میں اس کی مزید تشریح بھی موجود ہے۔ کوئی شخص نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھتا اور یہ کہتا کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا ہے، تو اس سے پہلے کہ وہ خواب سناتا، سیدنا



عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ سوال کرتے، کہ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے کس کو خواب میں دیکھا ہے۔ حلیہ مبارک پوچھتے، وصف اگر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصف کے مطابق ہوتا، تو خواب سن لیتے، اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصف جیسا نہ ہوتا تو خواب نہیں سنتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا تھا۔ جب وصف بتا دیتے، تو جنہوں نے دیکھا ہے وہ تصدیق کر سکتے ہیں۔ میں یہ بات کیوں کر رہا ہوں؟ اس لیے کہ خوابوں کے اس چور دروازے سے دین میں بہت سی بدعاں اور خرافات نے جنم لیا ہے۔ ہر بندہ آکر کہتا ہے کہ فلاں بزرگ ہے۔ یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خواب میں آئے، اور فلاں درود دے گئے۔ درود تاج ہے، درود لکھی ہے، درود فتح ہے، یا فلاں ذکر دے کر گئے۔ یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خواب میں آئے اور مدرسہ کی بنیاد رکھ کر گئے۔ ہر بندہ اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی بات کہتا رہتا ہے۔ سچا کون ہے، جھوٹا کون ہے؟ جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا، آپ کے حلیہ کے مطابق اس نے صحیح دیکھا۔ شیطان مرد و بھی بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ توفیق ہی نہیں دی۔ اور نہ وہ کر سکتا ہے۔ کیا اس حدیث میں یا کسی بھی اور حدیث میں یہ ہے کہ شیطان میرا نام نہیں لے سکتا؟ ایک حدیث میں بھی نہیں ہے۔ تو فرق کیا ہے دونوں میں؟ میرا نام نہیں لے سکتا، اور میری شکل و صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ کوئی فرق ہے کہ نہیں؟ یعنی شیطان آپ سے یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں محمد ہوں، لیکن حلیہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نہیں ہو گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض کتابوں میں عجائب ہے۔ "بہجة القلوب" ایک رسالہ ہے جس میں مولیٰ محمد زکریا کے خوابوں کا ذکر ہے۔ اس میں مصنف فضائل حج کے تعلق سے لکھتا ہے، کہ فضائل حج کتاب اوپر پڑی تھی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا، وہ دیکھ رہے تھے، مسکرا رہے تھے، خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفید داڑھی تھی، اور عینک پہنی ہوتی تھی۔ کیا یہ خواب سچا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی داڑھی کے کتنے بال سفید تھے؟ عینک سے زیادہ نہیں تھے۔ سفید داڑھی کا کیا معنی ہے؟ کہ شاید بیس کا لے بال بھی نہ ہوں۔ سفید داڑھی ہے اور پھر عینک بھی پہنی ہوئی ہے۔ عینک کب ایجاد ہوئی؟ کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عینک پہنا کرتے تھے؟ تو اس سے ان لوگوں نے یہ ثابت کیا، کہ فضائل حج بڑی عظیم کتاب ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا اور اس کتاب کی تائید ہو گئی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت خوش ہوئے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا ہی نہیں۔ کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حلیہ مبارک یہ نہیں ہے۔



پانچواں شبہ: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے بغیر جنت میں جانا ممکن ہے؟

جواب: جی نہیں۔ دلیل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سورت النساء آیت نمبر 150 اور 151 میں فرماتے ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفْرِقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِمَا بَعْدِهِ وَنَكْفُرُ بِمَا قَبْلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَخْذُلُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًاٰ﴾
﴿أُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُ وَهُنَّ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكُفَّارِ يَوْمَ عَذَابًا مُهِمَّاً﴾

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں، اور کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے، اور بعض نہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ کا لین یقین مانو، کہ یہ سب لوگ اصل کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔" (النساء: 150-151)

واضح دلیل ہے کہ نہیں؟ رسالت پر ایمان ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ارکان ایمان میں سے چوتھا کرنے ہے (رسولوں پر ایمان لانا)۔ اس کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔ جب صحیح نہیں ہے تو باطل ہے۔ باطل کا معنی کفر ہے۔ تو رسالت پر ایمان لازم ہے۔ وجہاً کم اللہ خیرا

❖ نوٹ ❖

یہ رسالہؐ اکثر مسیح بن یحش (حفظہ اللہ) کے آٹیورس محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ اور قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

جزاکم اللہ خیرا



ہماری دعوت

سلف صالحین
کی سمجھو

سنت +

قرآن

وَمَنْ يُشَاقِقُ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ
مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَبَيَّنُ غَيْرَهُ
سَبِيلُ الْمُؤْمِنِينَ نُولِهِ مَا تَوَلَّهُ
وَنُصِيلُهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(سورہ النساء: 115)

جو شخص باوجود راہ بدایت کے واضح ہو
جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کے
خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ
چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ
کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور
دوڑخ میں ڈال دیں گے وہ بخوبی کی
بہت ہی بڑی جگہ ہے۔

قال رسول الله ﷺ: حَفَظْتُ
فِيهِمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَسْلِمُوا بَعْدُهُمَا:
كِتَابَ اللَّهِ وَسُنْنَتِي

(صحیح الجامع، الرقم: 3232)

رسول ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے نیچے
دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن کے
بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی
کتاب اور میری سنت۔

إِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ
مِّنْ رَّبِّكُمْ

(سورہ الأعراف: 3)

تم لوگ اس کی پیروی
کرو جو تمہارے رب کی
طرف سے آئی ہے

سلفی دعوت